سوال

بیوی پر تہمت لگانے کے بعد نصف مہر کے بدلے طلاق دینا اور اس مال کا حکم

جواب

لحمد للہ.

ں :

ں بیوی پر تہمت لگانا کبیرہ گناہ شمار ہوتا ہے اور یہ حد کا موجب بنتا اور خاوند کی گواہی کو رد کرنے کا باعث بنتا ہے، اس فحاشی کے ثبوت کے لیے شرعی دلیل ہونا ضروری ہے یا پھر وہ آپس میں لعان کریں یعنی قسمیں اٹھائیں.

ن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

ں پاکباز بیوی پر تہمت لگائے تو خاوند پر حد واجب ہوگی اور اس کو فاسق کا حکم دیا جائیگا اور اس کی گواہی قبول نہیں ہوگی، الا یہ کہ وہ اس تہمت کی کوئی دلیل پیش کرے یا پھر لعان کرے، اور اگر وہ چار گواہ پیش نہیں کرتا یا پھر لعان کرنے یعنی قسمیں اٹھانے سے بھی احتراز کرتا ہے تو اس پر یہ سب لازم اور لاگو ہوگا، ا

ں کی دلیل اللہ سبحانہ وتعالی کا یہ فرمان ہے :

اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ پیش نہ کر سکیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور کبھی ان کی گواہی بھی قبول نہ کرو، یہ فاسق لوگ ہیں النور (4).

ہ حکم خاوند یا دوسرے کے لیے عام ہے، خاوند کو اس لیے خاص کیا گیا ہے کہ اس کا لعان کرنا یعنی قسمیں اٹھانا گواہی کے قائم مقام ہے کہ لعان کرنے سے اس پر حد جاری نہیں ہوگی اور وہ فاسق قرار نہیں دیا جائیگا اور اس کی گواہی رد نہیں ہوگی.

ر اس لیے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"دلیل پیش کرو وگرنہ آپ کو حد لگے گی"

جب انہوں نے لعان کیا تو آپ نے فرمایا :

"دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے آسان ہے"

ر اس لیے بھی کہ اگر تہمت لگانے والا اپنے آپ کو جھٹلاتا ہے تو اس پر حد لازم آتی ہے، چنانچہ جب وہ مشروع دلیل پیش نہ کرے تو اجنبی کی طرح اس پر حد لازم ہوگی"

ی (30/9).

آپ اور اپنی بیوی کے متعلق اللہ تعالی کا تقوی اور ڈر اختیار کرنا چاہیے، اسے چاہیے کہ وہ غلط اور بری کلام سے باز آ جائے، اور اپنی بیوی پر کلام اور طعن کرنا اس کی اپنی عزت و شرف میں طعن شمار ہوتی ہے، اسے چاہیے کہ وہ اپنے نفس کو جھٹلائے اور اپنی بیوی کو اس افترا پردازی سے بری کرے.

ہیں کرتا تو پھر اس کے اس فعل پر اللہ کی جانب سے جو کچھ لاگو کیا گیا ہے وہ اس کا مستحق ٹھرے گا اسے حد بھی لگے گی اور اس کی گواہی بھی کبھی قبول نہیں کی جائیگی اور وہ فاسق ٹھرے گا، اور بیوی کو اس سے طلاق کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہوگا، اور خاوند کو بیوی کے مکمل حقوق ادا کرنا ہونگے.

م :

تہمت لگا کر اسے تنگ کرنا اور اذیت دینا تاکہ وہ مہر چھوڑ دے یا مہر کا کچھ حصہ چھوڑ دے یہ حرام عمل ہے، الا یہ کہ بیوی واضح اور ظاہر فحاشی کی مرتکب ٹھرے، اور اگر خاوند ایسا کرے تو اس کے نتیجہ میں بیوی جو کچھ چھوڑے گی اس کا خاوند مستحق نہیں، بلکہ اسے بیوی کو واپس کرنا واجب ہوگا، اور اگر وہ اس کو ظ

ظالم اور جھوٹا ہوگا تو اس نے جو کچھ لیا ہے وہ حرام اور ناحق ہے، اور اگر وہ سچا ہے تو اس نے جو کچھ لیا وہ اس کے لیے حلال ہوگا، لیکن اسے ثبوت پیش کرنا ہوگا جو اس سے حد کو ختم کرے یعنی یا تو چار گواہ پیش کرے یا پھر لعان کرے یعنی قسمیں اٹھائے.

ورت میں ہے جب وہ بیوی پر اعلانیہ تہمت لگائے اور اسے مشہور کرے، لیکن اگر اس نے کوئی ایسا فحش کام کیا جو اس عورت اور اس کے رب کے علاوہ کسی اور کو علم نہیں تو پھر خاوند کو حق حاصل ہے کہ وہ اس سے عضل اور تنگی کرے تاکہ وہ اپنے آپ کو چھڑانے کے لیے فدیہ دے.

یخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا :

نے اپنی بیوی پر فحاشی کی تہمت لگائی؛ حالانکہ اسنے اس عورت کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جسے شریعت منکر قرار دیتی ہو، لیکن اس نے یہ دعوی کیا کہ اس نے اسے شادی کی تقریب میں بھیجا تھا اور پھر جاسوسی کی اور اسے شادی میں نہ پایا اور بیوی نے اس کا انکار کیا، پھر وہ عورت کے اولیاء کے پاس گیا او

یخ رحمہ اللہ کا جواب تھا :

ہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اے ایمان والو تمہارے لیے حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کو ورثے میں لے بیٹھو انہیں اس لیے روک نہ رکھو کہ جو تم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے کچھ لے لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کوئی واضح برائی اور بے حیائی کریں النساء (19).

یہ حلال نہیں کہ وہ عورت کو روک رکھے اور اسے تنگ کرے تاکہ وہ اپنے مہر کا کچھ حصہ اسے واپس کر دے، اور نہ ہی اس وجہ سے وہ اس کو مار سکتا ہے، لیکن جب عورت واضح طور پر کوئی فحاشی کی مرتکب ہو تو وہ اسے روک سکتا اور تنگ کر سکتا ہے تاکہ وہ اس سے فدیہ دے کر خلاصی حاصل کرے، اور اسے ما

ں کو چاہیے کہ دیکھیں حق کس کے ساتھ ہے. جس کے ساتھ حق ہو اس کی معاونت کریں، اگر انہیں پتہ چل جائے کہ عورت نے ہی اللہ کی حدود پامال کی ہیں اور خاوند کو اس کے بستر میں اذیت و تکلیف سے دوچار کیا ہے اور وہی ظلم و زیادتی کرنے والی ہے لہذا وہ فدیہ دے کر اپنی جان چھڑائے، اور جب وہ کہتا ـ

ہ مشین جو وہ اپنے والد کے گھر سے لائی ہے اسے ہر حال میں واپس کرنا ہوگا، اور اگر وہ صلح کر لیں تو یہ صلح بہتر ہے.

بھی عورت توبہ کر لے خاوند کو اسے اپنے پاس رکھنا جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ توبہ کرنے والا بالکل ایسے ہی جیسے کسی کا کوئی گناہ نہیں.

ہ اس کے خاوند کے پاس واپس جانے پر متفق نہ ہوں تو وہ مہر سے بری الذمہ ہو جائے اور عورت کو خاوند سے خلع کرنا چاہیے؛ کیونکہ کتاب و سنت کے مطابق خلع کرنا جائز ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

ر اگر تمہیں خدشہ ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود قائم نہیں کر سکیں گے تو ان دونوں پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو وہ عورت فدیہ دے .

ں (22/283-284).

م :

ہر ہوتا ہے کہ خاوند کا آپ پر کوئی حق نہیں، اور اس نے جو نصف مہر طلب کیا تھا وہ شرعی حق نہیں، اور ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے کسی کے بتانے پر اس مسئلہ سے رجوع کر لیا ہے. جس کی بنا پر اس نے دوبارہ اس کا مطالبہ بھی نہیں کیا، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے نصف مہر کو بچی کی پرورش اور اس کی دیکھ

پ پر اس نے جو بہتان لگایا ہے اسکے وہ نہ تو چار گواہ پیش کر سکا ہے اور نہ ہی اس نے لعان کیا ہے، اور نہ وہ کچھ ایسی چیز دیکھتا ہے جو اسے اپنے اور رب کے درمیان گنہگار نہ بناتی ہو، اور یہ سب کچھ تیرے لیے حق بناتی ہے نہ کہ اس کے لیے آپ نے جو سوال کیا ہے اور میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس کے مطا

ور آپ کے نئے خاوند میں برکت عطا فرمائے جسے اللہ نے آپ کے لیے آسان کیا ہے، اور آپ کو اس سوال اور پہلے خاوند کے حقوق کے متعلق استفسار کرنے پر اللہ جزائے خیر عطا فرمائے، یہ آپ کے خلق عظیم اور دین متین کی دلیل ہے.

دعا ہے کہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اسے آپ اور آپ کی بیٹی کے لیے بہتر خلف بنائے، اور آپ دونوں کو خیر و بھلائی پر جمع کرے، اور آپ دونوں کو نیک و صالح اولاد عطا فرمائے.

ری یہ بھی دعا ہے کہ وہ آپ کے پہلے خاوند کو سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور اگر وہ مریض ہے تو اسے شفایابی نصیب کرے، اور اس کو بھی بہتری عطا کرے.

واللہ اعلم.

اسلام سوال و جواب

83613